ٱلۡمَعَارِج Al-Maarij

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from the word *dhil-Maarij* in verse 3.

Period of Revelation

The subject matter bears evidence that this Surah was revealed in conditions closely resembling those under which Surah Al-Haaqqah was revealed.

Theme and Subject Matter

It admonishes and gives warning to the disbelievers who made fun of the news about Resurrection and the Hereafter, and Hell and Heaven and challenged the Holy

Prophet (peace be upon him) to cause Resurrection with which he threatened them to take place if what he said was true and they had become worthy of the punishment in Hell by denying it. The whole Surah is meant to answer this denial.

The Surah opens with words to the effect: A demander has demanded a torment, the torment which must befall the deniers. And when it takes place, there will be none to prevent it, but it will take place at its own appointed time. Allah has His own way of doing things, but He is not unjust. Therefore, have patience, O Prophet, at what they say. They think it is far off, but We see it as near at hand.

Then it is said: Resurrection, which they desire to be hastened out of jest and fun, is terrible, and when it comes, it will cause great distress to the culprits. At that time they will even be prepared to give away their wives and children and their nearest kinsfolk in ransom to escape the punishment, but they will not be able to escape it.

Then the people have been warned to the effect: On that Day the destinies of men will be decided strictly on the basis of their belief and their conduct. Those who turn away from the truth in the world and amass wealth and withhold it from the needy, will be doomed to Hell. And those who fear the punishment of God here, believe in the Hereafter, keep up the Prayer, discharge the rights of the needy out of their wealth, strictly avoid immoral and wicked deeds, practice honesty in all their dealings, fulfill their pledges and trust and bear true witness, will have a place of honor in Paradise.

In conclusion, the disbelievers of Makkah who rushed in upon the Prophet (peace be upon him) from every side as soon as they saw him, in order to make fun of him, have been warned to the effect: If you do not believe, Allah will replace you by other people who will be better than you. And the Prophet (peace be upon him) has been consoled, so as to say: Do not take to heart their mockery and jesting; leave them to indulge in their idle talk and foolish conduct if they are bent upon experiencing the disgrace and humiliation of the Resurrection; they will themselves see their evil end.

نام

تیسری آیت کے لفظ ذی المعارج سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول

اس کے مضامین شہادت دیتے ہیں کہ اس کا نزول بھی قریب قریب انہی حالات میں ہوا ہے جس میں سورۂ الحاقہ نازل ہوئی تھی۔

موضوع اور مضمون

اس میں ان کفار کو تنبیہ اور نصیحت کی گئی ہے جو قیامت اور آخرت اور دوزخ اور جنت کی خبروں کا مذاق اڑاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج دیتے تھے کہ اگر تم سچے ہو اور تمہیں جھٹلا کر ہم عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں تو لے آؤ وہ قیامت جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اس سورت کی ساری تقریر اسی چیلنج کے جواب میں ہے۔

ابتداء میں ارشاد ہوا ہے کہ مانگنے والا عذاب مانگتا ہے۔ وہ عذاب انکار کرنے والوں پر ضرور واقع ہو کر رہے گا اور جب وہ واقع ہو گا تو اسے کوئی دفع نہ کر سکے گا، مگر وہ اپنے وقت پر واقع ہو گا۔ اللہ کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں ہے۔ لہٰذا انکے مذاق اڑانے پر صبر کرو۔ یہ اسے دور دیکھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

پھر بتایا گیا ہے کہ قیامت، جس کے جلدی لے آنے کا مطالبہ یہ لوگ ہنسی اور کھیل کے طور پر کر رہے ہیں کیسی سخت چیز ہے اور جب وہ آئے گی تو ان مجرمین کا کیسا برا حشر ہوگا۔ اس وقت یہ اپنے بیوی بچوں، اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں تک کو فدیہ میں دے ڈالنے کے لیے تیار ہو جائیں گے تاکہ کسی طرح عذاب سے بچ نکلیں، مگر نہ بچ سکیں گے۔

اس کے بعد لوگوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اس روز انسانوں کی قسمت کا فیصلہ سراسر ان کے عقیدے اور اخلاق و اعمال کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ جن لوگوں نے دنیا میں حق سے منہ موڑا ہے اور مال سمیٹ سمیٹ کر اور سینت سینت کر رکھا ہے وہ جہنم کے مستحق ہوں گے۔ اور جنہوں نے یہاں خدا کے عذاب کا خوف کیا ہے، آخرت کو مانا ہے، نماز کی پابندی کی ہے، اپنے مال سے خدا کے محتاج بندوں کا حق ادا کیا ہے، بدکاریوں سے دامن پاک رکھا ہے، امانت میں خیانت نہیں کی ہے، عہد و پیمان اور قول و قرار کا پاس کیا ہے اور گواہی میں راست بازی پر قائم رہے ہیں وہ جنت میں عزت کی جگہ پائیں گے۔

آخر میں مکہ کے ان کفار کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر آپ کا مذاق اڑانے کے لیے چاروں طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے، خبردار کیا گیا ہے کہ اگر تم نہ مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلقین کی گئی ہے کہ ان کے تمسخر کی پروا نہ کریں، یہ اگر قیامت ہی کی ذلت دیکھنے پر مصر ہیں تو انہیں اپنے بیہودہ مشغلوں میں پڑا رہنے دیں، اپنا برا انجام یہ خود دیکھ لیں گے۔

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
1. A questioner asked for a punishment bound to befall. *1	مانگا ایک مانگنے والے نے ایک عذاب جو واقع ہو کر رہے گا۔ *1	سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾

*1 Some commentators have taken the verb *saala* in the

text in the meaning of asking, and have interpreted the verse to mean: The asker has asked: whom will the torment with which we are being threatened befall. And Allah has answered it, saying: It will befall the disbelievers. But most of the commentators have taken *saala* here in the meaning of demanding. Nasai and other traditionists have related a tradition from Ibn Abbas, and Hakim hold it as authentic, that Nadr bin al-Harith Kaladah had said: O God, if it is really the truth sent dawn by You, then rain down stones on us from the heavens, or send down any other painful torment on us. (Surah Al-Anfaal, Ayat 32). Apart from this, at several places in the Quran the disbelievers' this challenge has been related: Why don't you bring down on us the torment that you threaten us with? For instance, see Surah Younus, Ayats 46-48; Surah Al-Anbiya, Ayats 36-41; Surah An-Naml, Ayats 67-72; Surah Saba, Ayats 26-30; Surah YaSeen, Ayats 45-52; Surah Al-Mulk, Ayats 24-27.

1*اصل الفاظ ہیں سَاَلَ سَائِلٌ۔ بعض مفسرین نے یہاں سوال کو پوچھنے کے معنی میں لیا ہے اور وہ آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ پوچھنے والے نے پوچھا ہے کہ وہ عذاب، جس کی ہمیں خبر دی جا رہی ہے، کس پر واقع ہوگا؟ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ کافروں پر واقع ہو گا۔ لیکن اکثر مفسرین نے اس جگہ سوال کو مانگنے اور مطالبہ کرنے کے معنی میں لیا ہے۔ نسائی اور دوسرے محدثین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ نضر بن حارث بن کلدہ نے کہا تھا اَللّٰھُمَّ اِنۡ کَانَ ھٰذَا ھُوَالۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِکَ فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ۔(الانفال، آیت ۳۲)۔ "خدایا اگر یہ واقعی تیری ہی طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر دردناک عذاب لے آ۔" اس کے علاوہ متعدد مقامات پر قرآن مجید میں کفارِ مکہ کے اس چیلنج کا ذکر کیا گیا ہے

کہ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے کیوں نہیں آتے۔ مثال کے طور پر حسبِ ذیل مقامات ملاحظہ ہوں : یونس، آیات ۴۶ تا ۴۸۔ الانبیاء، ۳۶ تا ۴۱۔ النمل، ٦٧ تا ۷۲۔ سبا، ۲۶ تا ۳۰۔ یٰس، ۴۵ تا ۵۲۔ الملک، ۲۴ تا ۲۷۔

2. Upon the disbelievers, of it there is no preventer.	کافروں کے لئے نہیں اسکو کوئی ہٹانے والا ۔	لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ۝٢
3. From Allah, the Owner of the ways of ascent. *2	اللہ کی طرف سے جو درجات کا مالک ہے۔ *2	مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِ ؕ ۝٣

*2 *Maarij* is plural of *Miraj*, which means a stairway, or a ladder, or something by which one may go up. To call Allah *dhil-Maaij* (Owner of the ways of ascent) means that He is Most High and in order to go up into His Presence the angels have to ascend many heights, one above the other, as has been stated in the following verses.

*2 اصل میں لفظ ذِی المَعَارِجِ استعمال ہوا ہے ۔ معارج، معرَج کی جمع ہے جس کے معنیٰ زینے، یا سیڑھی، یا ایسی چیز کے ہیں جس کے ذریعے سے اوپر چڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو معارِج والا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات بہت بالا و برتر ہے اور اس کے حضور باریاب ہونے کے لیے فرشتوں کو پے در پے بلندیوں سے گزرنا ہوتا ہے، جیسا کہ بعد والی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

4. Ascend the angels and the Spirit *3 to Him *4 in a Day whose measure is fifty thousand years. *5	چڑھتے ہیں فرشتے اور روح القدس *3 جسکی طرف *4 ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ہو گی پچاس ہزار برس۔ *5	تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ ۝٤

***3 “The Spirit”: the Angel Gabriel, who has been mentioned separately from the angels in order to impress his unique glory and greatness. In Surah Ash-Shuara it has been said: The trustworthy Spirit has come down with this Quran upon your heart, (verse 193), and in Surah Al-Baqarah, say to them: Whoever is an enemy to Gabriel, should understand that he has, by Allah’s command, revealed upon your heart this Quran. (verse 97). These verses when read together show that Ar-Rooh (the Spirit) implies the Angel Gabriel.**

*3 روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور ملائکہ سے الگ اُن کا ذکر اُن کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ سورہ شعراء میں فرمایا گیا ہے کہ نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ (اس قرآن کو روحِ امین لے کر تمہارے دل پر نازل ہوئے ہیں)۔ اور سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ (کہو کہ جو شخص جبریل کا اس لیے دشمن ہو کہ اس نے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے۔۔۔)۔ ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ روح سے مراد جبریل ہی ہیں۔

***4 This is an ambiguous theme the meaning of which cannot be determined precisely. We neither have any knowledge of the reality of the angels, nor can understand the nature of their ascent, nor can conceive the stairways on which they ascend. Besides, about Allah also it cannot be imagined that He lives in a particular place, for He is exalted and free from the restrictions of space and time.**

*4 یہ سارا مضمون متشابہات میں سے ہے جس کے معنی متعین نہیں کیے جا سکتے۔ ہم نہ فرشتوں کی حقیقت جانتے ہیں، نہ ان کے چڑھنے کی کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں، نہ یہ بات ہمارے ذہن کی گرفت میں آسکتی ہے کہ وہ زینے کیسے ہیں جن پر فرشتے چڑھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا

کہ وہ کسی خاص مقام پر رہتا ہے، کیونکہ اس کی ذات زمان و مکان کی قیود سے منزّہ ہے۔

***5 In Surah Al-Hajj, Ayat 47, it has been said: These people are demanding of you to hasten the torment. Allah will never fail to fulfill His threat, but a day with your Lord is equal to a thousand years as you reckon. In Surah As-Sajdah, Ayat 5, it has been said: He administers the affairs of the world from the heavens to the earth, and the report of this administration ascends (to be presented) before Him in a Day whose length, according to your reckoning, is a thousand years. And here, in response to the demand for the torment, the measure of Allah's one day has been stated to be fifty thousand years. Then the Prophet (peace be upon him) has been consoled, saying: Have patience at the demand for the torment which the people make out of jest and fun, and then it is said: They think it is far off, but We see it as near at hand. When all these verses are read together, what becomes obvious is: The people, because of their narrow and restricted outlook, measure the time of Allah's decrees by their own scales of time and, therefore, consider a hundred years or so to be a very lengthy period, whereas in the divine conduct of affairs there are schemes spreading over a thousand years each, or fifty thousand years each, as you reckon, and this measure also is only by way of example; otherwise schemes in the universe may extend over millions and billions of years as well. Of these one is the scheme under which mankind has been created on the earth, and a time limit has been set during which it has been allowed to function here. No man can know when this scheme began, what time-limit has been decreed for its**

completion, what hour has been appointed for bringing it to an end, when Resurrection will take place, and what time has been fixed for raising all men, born since the beginning of creation till Resurrection, from death simultaneously and calling them to account for their deeds. We only know to some extent that part of the scheme which is passing before us, or a partial history of the past ages which exists with us. As for its beginning and end, to say nothing of knowing it, we do not even have the power to understand it, not to speak of understanding the wisdom which works behind and underlies it. Now the people who demand that the scheme be cut short and its conclusion be brought immediately before them, and if this is not done, they use it for an argument to prove that the universe has no end and conclusion. They, in fact, present a proof of their own ignorance and folly. (For further explanation, see E.Ns 92, 93 of Surah Al-Hajj; E.N. 9 of Surah As-Sajdah).

5* سورہ حج، آیت ۴۷ میں ارشاد ہوا ہے "یہ لوگ تم سے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا، مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے"۔ سورہ السجدہ، آیت ۵ میں فرمایا گیا ہے "وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، پھر (اُس کی رُوداد) اوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے" اور یہاں عذاب کے مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ کے ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی گئی ہے کہ جو لوگ مذاق کے طور پر عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کی باتوں پر صبر کریں اور اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگ اُس کو دُور سمجھتے ہیں اور ہم اُسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ ان سب ارشادات پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

کہ لوگ اپنے ذہن اور اپنے دائرہ فکر و نظر کی تنگی کے باعث خدا کے معاملات کو اپنے وقت کے پیمانوں سے ناپتے ہیں، اور اُنہیں سو پچاس برس کی مدت بھی بڑی لمبی محسوس ہوتی ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایک اسکیم ہزار ہزار سال اور پچاس پچاس ہزار سال کی ہوتی ہے۔ اور مدت بھی محض بطورِ مثال ہے، ورنہ کائناتی منصوبے لاکھوں اور کروڑوں اور اربوں سال کے بھی ہوتے ہیں۔ انہی منصوبوں میں سے ایک اہم منصوبہ وہ ہے جس کے تحت زمین پر نوعِ انسانی کو پیدا کیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا گیا ہے کہ فلاں ساعتِ خاص تک یہاں اس نوع کو کام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ کوئی انسان یہ نہیں جان سکتا کہ یہ منصوبہ کب شروع ہوا، کتنی مدت اس کی تکمیل کے لیے طے کی گئی ہے، کونسی ساعت اس کے اختتام کے لیے مقرر کی گئی ہے جس پر قیامت برپا کی جائے گی، اور کونسا وقت اس غرض کے لیے رکھا گیا ہے کہ آغازِ آفرنیش سے قیامت تک پیدا ہونے والے سارے انسانوں کو بیک وقت اٹھا کر اُن کا حساب لیا جائے۔ اس منصوبے کے صرف اُس حصے کو ہم کسی حد تک جانتے ہیں جو ہمارے سامنے گزر رہا ہے یا جس کے گزشتہ ادوار کی کوئی جزوی سی تاریخ ہمارے پاس موجود ہے ۔ رہا اُس کا آغاز و انجام، تو اسے جاننا تو درکنار، اسے سمجھنا بھی ہمارے بس سے باہر ہے، کجا کہ ہم اُن حکمتوں کو سمجھ سکیں جو اس کے پیچھے کام کر رہی ہیں۔ اب جو لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس منصوبے کو ختم کر کے اس کا انجام فوراً ان کے سامنے لے آیا جائے، اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو اُسے اس بات کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ انجام کی بات ہی سرے سے غلط ہے، وہ درحقیقت اپنی ہی نادانی کا ثبوت پیش کرتے ہیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، الحج، حواشی ۹۲-۹۳۔ جلد چہارم، السجدہ، حاشیہ ۹)۔

5. So be patient, a gracious patience. *6	پس صبر کرو ایک اچھا صبر۔ *6	فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا ۝٥

*6 A gracious patience: A kind of patience that behooves a magnanimous person like you.

6* یعنی ایسا صبر جو ایک عالی ظرف انسان کے شایان شان ہے۔

6. Indeed, they see it far off.	بیشک وہ دیکھتے ہیں اسکو بہت دور۔	اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًا ۙ‏ ﴿۶﴾
7. And We see*7 it near. *8	اور دیکھ رہے ہیں ہم *7 اسے قریب۔ *8	وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا ؕ‏ ﴿۷﴾

*7 This can have two meanings:
(1) That these people think it cannot possibly take place, and in Our view it is going to take place very soon.
(2) That these people think Resurrection is yet remote and far off, and in Our sight it is close at hand and may occur any moment.

*7اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ لوگ اُسے بعید ازامکان سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک وہ قریب الوقوع ہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو بڑی دور کی چیز سمجھتے ہیں اور ہماری نگاہ میں وہ اس قدر قریب ہے گویا کل پیش آنے والی ہے۔

*8 A section of the commentators regard this sentence as related to "a day whose measure is fifty thousand years"; they say that the day whose measure has been stated to be fifty thousand years is the Day of Resurrection. In Musnad Ahmad and in the Tafsir by Ibn Jarir, a tradition has been related on the authority of Abu Saeed Khudri, saying: When wonder and amusement was expressed before the Prophet (peace be upon him) about the length of this Day with reference to this verse, he replied: By Him in Whose hand is my life, the believer will find the Day even lighter (of shorter duration) than the time he takes in performing an obligatory Prayer in the world. Had this tradition been reported through authentic channels, this verse could not

be interpreted in any other way, but two of its transmitters, Darraj and his teacher Abul Haytham, are both weak and untrustworthy.

8* مفسرین میں سے ایک گروہ نے اس فقرے کا تعلق فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ سے مانا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پچاس ہزار سال کی مدت جس دن کی بتائی گئی ہے اُس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق عرض کیا گیا کہ وہ تو بڑا ہی طویل دن ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرے جان ہے، دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے مومن کے لیے وہ دن اس سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا"۔ یہ روایت اگر صحیح سند سے منقول ہوتی تو پھر اس کے سوا اس آیت کی کوئی دوسری تاویل نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس کی سند میں درّاج اور اس کے شیخ ابوالہیثم، دونوں ضعیف ہیں۔

8. The day when the sky will be like molten brass. *9	جس دن ہو جائے گا آسمان جیسے پگھلا ہوا تانبا۔ *9	يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾

*9 That is, it will change its color over and over again.

9* یعنی بار بار رنگ بدلے گا۔

9. And the mountains will be like carded wool. *10	اور ہو جائیں گے پہاڑ جیسے دھنکی ہوئی اون۔ *10	وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾

*10 As the colors of the mountains are different, when they are uprooted and they drift about weightless, they will appear like flakes of carded wool of different colors.

10* چونکہ پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں، اس لیے جب وہ اپنی جگہ سے اکھڑ کر اور بے وزن ہو کر اُڑنے لگیں گے تو ایسے معلوم ہونگے جیسے رنگ برنگ کا دُھنکا ہوا اون اڑ رہا ہو۔

10. And will not ask a friend of a friend.	اور نہ پوچھے گا کوئی دوست کسی دوست کو۔	وَ لَا يَسۡـَٔلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا ۚ ۝۱۰
11. Though they will be shown to each other. *11 The criminal will wish if he could be ransomed from the punishment of that day by his children.	حالانکہ وہ دکھائے جائیں گے ایک دوسرے کو *11 ۔ خواہش کریگا مجرم کاش کہ وہ فدیہ میں دیدے عذاب سے بچنے کے لئے اس دن اپنی اولاد۔	يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ ؕ يَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ يَفۡتَدِىۡ مِنۡ عَذَابِ يَوۡمِئِذٍۢ بِبَنِيۡهِۙ ۝۱۱

*11 Not so that they will not see each other, therefore they will not ask after each other’s welfare, but each will be seeing the other in agony and distress, yet will ignore him, being wholly preoccupied with his own torment.

*11 یعنی ایسا نہ ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں رہے ہوں گے اس لیے نہ پوچھیں گے ۔ نہیں، ہر ایک آنکھوں سے دیکھ رہا ہوگا کہ دوسرے پر کیا بن رہی ہے اور پھر وہ اسے نہ پوچھے گا، کیونکہ اس کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔

12. And his wife, and his brother.	اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی۔	وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيۡهِۙ ۝۱۲
13. And his kinsfolk who gave him shelter.	اور اپنا کنبہ وہ جو اسکو پناہ دیتا تھا۔	وَفَصِيۡلَتِهِ الَّتِىۡ تُـئۡوِيۡهِۙ ۝۱۳
14. And whoever is on the earth, all, then it might save him.	اور جو ہے زمین میں سب۔ پھر اپنے آپکو نجات دلادے۔	وَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۙ ثُمَّ يُنۡجِيۡهِۙ ۝۱۴

15. Nay, indeed, it is the flame of the blazing Fire.	ہرگز نہیں۔ بیشک وہ ہے بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ۔	كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾
16. That will eat up the very flesh.	چاٹ جانے والی گوشت پوست کو۔	نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾
17. Calling him who turned his back and drew away.	بلائے گی اسکو جس نے پیٹھ پھیرلی اور منہ موڑا۔	تَدۡعُوۡا مَنۡ اَدۡبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾
18. And collected (wealth) then guarded. *12	اور جمع کیا (مال) پھر سینت کر رکھا۔ *12	وَجَمَعَ فَاَوۡعٰى ﴿۱۸﴾

*12 Here also, as in Surah Al-Haqqah, Ayats 33-34, two causes have been mentioned of a person's evil end in the Hereafter:

(1) His repudiation of the truth and refusal to affirm faith.

(2) His worship of the world and stinginess because of which he amasses wealth and refuses to spend it on any good cause.

*12 یہاں بھی سورہ الحاقہ آیات ۳۳۔۳۴ کی طرح آخرت میں آدمی کے برے انجام کے دو وجوہ بیان کیے گئے ہیں۔ ایک حق سے انحراف اور ایمان لانے سے انکار۔ دوسرے دنیا پرستی اور بخل، جس کی بنا پر آدمی مال جمع کرتا ہے اور اسے کسی بھلائی کے کام میں خرچ نہیں کرتا۔

19. Indeed, man has been created impatient. *13	بیشک انسان پیدا کیا گیا ہے بے صبرا۔ *13	اِنَّ الۡاِنۡسَانَ خُلِقَ هَلُوۡعًا ۙ﴿۱۹﴾

*13 "Man has been created impatient": It is man's nature or his natural weakness to be impatient. Here, one should

keep in view that at many places in the Quran, after making mention of mankind's common moral weaknesses, those who believe and adopted righteousness have been made an exception; the same theme is being expressed in the following verses. This by itself explains the truth that these hereditary weaknesses are not unalterable. If man accepts the guidance sent down by God and tries to reform himself practically, he can remove them, and if he gives a free rope to his self, these become ingrained in him deeply. (For further explanation, see E.N. 41 of Surah Al-Anbiya, E.Ns 23-28 of Surah Az-Zumar; E.N. 75 of Surah Ash-Shura).

13*جس بات کو ہم اپنی زبان میں یوں کہتے ہیں کہ "یہ بات انسان کی سرشت میں ہے،" یا "یہ انسان کی فطری کمزوری ہے،" اسی کو اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا ہے کہ "انسان ایسا پیدا کیا گیا ہے۔" اس مقام پر یہ بات نگاہ میں رہنی چاہیے کہ قرآن مجید میں بکثرت مواقع پر نوعِ انسانی کی عام اخلاقی کمزوریوں کا ذکر کرنے کے بعد ایمان لانے والے اور راہِ راست اختیار کر لینے والے لوگوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ، اور یہی مضمون آگے کی آیات میں بھی آرہا ہے۔ اس سے یہ حقیقت خود بخود واضح ہوجاتی ہے کہ یہ پیدائشی کمزوریاں ناقابلِ تغیر وتبدّل نہیں ہیں، بلکہ انسان اگر خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت کو قبول کر کے اپنے نفس کی اصلاح کے لیے عملاً کوشش کرے تو وہ ان کو دور کر سکتا ہے، اور اگر وہ نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے تو یہ اُس کے اندر راسخ ہو جاتی ہیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، الانبیاء، حاشیہ ۴۱۔ جلد چہارم، الزُمر، حواشی ۲۳۔۲۸۔ الشوریٰ، حاشیہ ۷۵)۔

20. When affliction befalls him, he is fretful.	جب پہنچتی ہے اسے تکلیف تو گھبرا جاتا ہے۔	اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾
21. And when good touches him,	اور جب ملتی ہے اسکو خوشحالی تو	وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾

he is stingy.	بخل کرتا ہے۔	
22. Except performers of prayer. *14	مگر نماز ادا کرنے والے۔ *14	إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾

*14 A person's performing the *salat* necessarily implies that he believes in Allah, His Messenger (peace be upon him), His Book and the Hereafter as well as tries to act according to his belief.

*14 کسی شخص کا نماز پڑھنا لازماً یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب اور آخرت پر ایمان بھی رکھتا ہے اور اپنے اس ایمان کے مطابق عمل بھی کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

23. Those who are in their prayer steadfast. *15	وہ جو ہیں اپنی نمازوں میں پابندی کرنیوالے۔ *15	الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾

*15 That is, no laziness or love of ease and comfort, no occupation or interest hinders them from being punctual and regular at the prayer. When the Prayer time comes, they abandon every occupation and activity and stand up to perform worship of their God. Another meaning which Uqbah bin Amir has given of *ala salat-i-him daaimun* is that they perform the Prayer with full peace of mind, tranquility and humility; they do not try to offer the Prayer in a hurry in order to get rid of it somehow, nor think irrelevant things during the Prayer.

*15 یعنی کسی قسم کی سستی اور آرام طلبی، یا مصروفیت، یا دلچسپی اُن کی نماز کی پابندی میں مانع نہیں ہیں۔ جب نماز کا وقت آجائے تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے خدا کی عبادت بجا لانے کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ کے ایک اور معنی حضرت عقبہ بن عامر نے یہ بیان کیے ہیں کہ وہ پورے

سکون اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ کوّے کی طرح ٹھونگیں نہیں مارتے۔ مارا مار پڑھ کر کسی نہ کسی طرح نماز سے فارغ ہو جانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نماز کے دوران میں اِدھر اُدھر التفات بھی نہیں کرتے ۔ عربی محاورے میں ٹھیرے ہوئے پانی کو ماءِ دائم کہا جاتا ہے۔ اُسی سے یہ تفسیر ماخوذ ہے۔

24. And those in whose wealth there is a known right.	اور وہ جنکے مالوں میں ایک حصہ مقرر ہے۔	وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿٢٤﴾
25. For the beggar and the deprived. *16	مانگنے والے کا اور محروم کا۔ *16	لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ﴿٢٥﴾

*16 In Surah Adh-Dhariyat, Ayat 19, it has been said: In their wealth there is a right of the beggar and the needy, and here: In their wealth there is a due share of the beggar and the needy. Some people have understood this to mean that the due share implies the obligatory zakat, for in the zakat both the exemption limit and the rate have been fixed. But this commentary cannot be accepted on the ground that the Surah Al-Maarij is unanimously a Makkan Revelation, and the zakat with its specific exemption limit and rate was enjoined at Al-Madinah. Therefore, the correct meaning of the due share is that they have of their own accord set aside a share in their possessions of the beggar and needy, which they discharge regularly and honestly. This same meaning of this verse has been given by Abdullah bin Abbas, Abdullah bin Umar, Mujahid, Shabi and Ibrahim Nakhai. Here, *saail* does not imply a beggar but a needy person, who asks someone for help, and *mahroom* implies a person who is jobless, or the one who

tries to earn a living but does not earn enough to meet his needs, or the one who has become disabled because of an accident or calamity, and is unable to make a living. About such people when it becomes known that they are destitute, a God-worshipper does not wait that they should ask for help, but helps them of his own accord as soon as he comes to know that they are needy and stand in need of help. (For further explanation, see E.N. 17 of Surah Adh-Dhariyat).

*16 سورہ الذاریات آیت ۱۹ میں فرمایا گیا ہے کہ "اُن کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔" اور یہاں فرمایا گیا ہے کہ "ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے۔" بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ مقرر حق سے مراد فرض زکوٰۃ ہے، کیونکہ اُسی میں نصاب اور شرح، دونوں چیزیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ لیکن یہ تفسیر اس بنا پر قابلِ قبول نہیں ہے کہ سورہ المعارج بالاتفاق مکی ہے، اور زکوٰۃ ایک مخصوص نصاب اور شرح کے ساتھ مدینہ میں فرض ہوئی ہے۔ اس لیے مقرر حق کا صحیح مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود اپنے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک حصہ طے کر رکھا ہے جسے وہ اُن کا حق سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ یہی معنی حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، مجاہد، شعبی اور ابراہیم نخعی نے بیان کیے ہیں۔ سائل سے مراد پیشہ ور بھیک مانگنے والا نہیں بلکہ وہ حاجت مند شخص ہے جو کسی سے مدد مانگے۔ اور محروم سے مراد ایسا شخص ہے جو بے روزگار ہو، یا روزی کمانے کی کوشش کرتا ہو مگر اس کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں، یا کسی حادثے یا آفت کا شکار ہو کر محتاج ہو گیا ہو، یا روزی کمانے کے قابل ہی نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے متعلق جب معلوم ہو جائے کہ وہ واقعی محروم ہیں تو ایک خدا پرست انسان اس بات کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ اس سے مدد مانگیں، بلکہ اُن کی محرومی کا علم ہوتے ہی وہ خود آگے بڑھ کر ان کی مدد کرتا ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ الذاریات، حاشیہ ۱۷)۔

26. And those who believe in the day of recompense.*17	اور وہ جو برحق سمجھتے ہیں روز جزا کو۔ *17	وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ﴿۲۶﴾

***17 "Who believe in the Day of Recompense": Who do not think they are irresponsible but believe that one Day they will have to appear before their God and render to Him an account of their deeds.**

*17یعنی دنیا میں اپنے آپ کو غیر ذمہ دار اور غیر جواب دہ نہیں سمجھتے، بلکہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن انہیں اپنے خدا کے حضور حاضر ہوکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

27. And those who of the punishment of their Lord are fearful. *18	اور وہ جو عذاب سے اپنے رب کے خوف رکھتے ہیں۔ *18	وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

***18 In other words, they are not like the disbelievers, who do not fear God even after they have committed every heinous sin and crime and perpetrated every cruelty in the world, but they, in spite of having adopted a righteous attitude in morals and deeds as best as they could, fear God and continue to remain in constant awe lest their shortcomings should exceed their good works before Him and they should be declared as worthy of punishment. (For further explanation, see E.N. 54 of Surah Al-Mominoon, E.N. 19 of Surah Adh-Dhariyat).**

*18بالفاظ دیگر ان کا حال کفار کی طرح نہیں ہے جو دنیا میں ہر قسم کے گناہ اور جرائم اور ظلم و ستم کر کے بھی خدا سے نہیں ڈرتے، بلکہ وہ اپنی حد تک اخلاق اور اعمال میں نیک رویہ اختیار کرنے کے با وجود خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور یہ اندیشہ اُن کو لاحق رہتا ہے کہ کہیں خدا کی عدالت میں ہماری کوتاہیاں ہماری نیکیوں سے بڑھ کر نہ نکلیں اور ہم سزا کے مستحق نہ قرار پا جائیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، المومنون، حاشیہ ۵۴۔ جلد پنجم، الذاریات، حاشیہ ۱۹)۔

28. Indeed, the punishment of their Lord, none can feel secure.	بیشک عذاب ان کے رب کا بے خوف ہونے کی بات نہیں۔	إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾
29. And those who guard their private parts. *19	اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ *19	وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾

*19 "Who guard their private parts": Who abstain from adultery as well as from nudity and exposing their private parts before others. (For explanation, see E.N. 6 of Surah Al-Mominoon, E.Ns 30, 32 of Surah An-Noor and E.N. 62 of Surah Al-Ahzab).

19*شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد زنا سے پرہیز بھی ہے اور عریانی سے پرہیز بھی (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، المومنون، حاشیہ ٦۔ النور، حواشی ٣٠۔ ٣٢۔ جلد چہارم، الاحزاب۔

30. Except with their wives or whom their right hands possess, then indeed they are not blameworthy.	مگر اپنی بیویوں کے یا جو ملکیت ہیں انکے داہنے ہاتھوں کی تو بیشک وہ نہیں ہیں ملامت زدہ۔	إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾
31. But whoever seeks beyond that, then those are they who are the transgressors. *20	پس جو ڈھونڈے سوائے اسکے تو ہیں وہ جو حد سے نکل جانے والے ہیں۔ *20	فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﴿٣١﴾

*20 For explanation, see E.N. 7 of Surah Al-Mominoon.

20*تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، المومنون، حاشیہ ٧۔

32. And those who are to their trusts, and their promise attentive. *21	اور وہ جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔ *21	وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ﴿۳۲﴾

*21 "Trusts" imply those trusts which Allah has entrusted to men as well as those which one man entrusts to another because of faith and confidence. Likewise, "promises" imply those promises which man makes with his God as well as those which one man makes with another. Keeping and fulfilling both these kinds of trusts and promises is a necessary characteristic of a believer. In a Hadith Anas has reported that whenever the Prophet (peace be upon him) addressed his companions, he would always give them the instruction: Beware, the one who does not keep his trust has no faith, and one who does not fulfill his pledges, has no religion. (Baihaqi, Ash-Shuab al-Imam).

*21 امانتوں سے مراد وہ امانتیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہیں اور وہ امانتیں بھی جو انسان کسی دوسرے انسان پر اعتماد کر کے اس کے حوالے کرتا ہے۔ اسی طرح عہد سے مراد وہ عہد بھی ہے جو بندہ اپنے خدا سے کرتا ہے، اور وہ عہد بھی جو بندے ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ ان دونوں قسم کی امانتوں اور دونوں قسم کے عہد و پیمان کا پاس و لحاظ ایک مومن کی سیرت کے لازمی خصائص میں سے ہے۔ حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے جو تقریر بھی فرماتے اس میں یہ بات ضرور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ آلا۔ لا ایمانَ لمن لا امانتہ لہٗ ولا دینَ لمن لاعھدَ لہٗ۔ ''خبردار رہو، جس میں امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں، اور جو عہد کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں"۔ (بیہقی فی شعب الایمان)۔

33. And those who are in their	اور وہ جو ہیں اپنی گواہیوں پر قائم	وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِشَہٰدٰتِہِمۡ

testimonies upright. *22	رہنے والے۔ *22	قَآئِمُوْنَ ۝ۙ۳۳

*22 That is, they neither conceal evidence nor change it in any way for selfish motives.

*22یعنی نہ شہادت چھپاتے ہیں، نہ اس میں کوئی کمی بیشی کرتے ہیں۔

34. And those who to their prayer stand guard. *23	اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ *23	وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ؕ۳۴

*23 This gives an idea of the importance of the Prayer (*salat*). The description of the merits of the high and sublime character of those who have been declared as worthy of Paradise, began with the Prayer and has been concluded with it. To be a performer of the Prayer is their first characteristic, to be steadfast and ever constant with regard to the Prayer is their second characteristic, and to guard their Prayer is their last characteristic. Guarding the Prayer implies many things: to perform the Prayer at its right time, to make sure before the Prayer that one's body and clothes are clean and pure, to have performed the ablutions and to have washed the limbs well, to perform the basic elements of the Prayer with its obligatory and desirable parts with due care and attention, to observe the requisite rites of the Prayer carefully, to avoid disobedience of God, which is destructive of the Prayer. All these are included in the guarding of the Prayer.

*23اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جن بلند سیرت و کردار کے لوگ خدا کی جنت کے مستحق قرار دیے گئے ہیں ان کی صفات کا ذکر نماز ہی سے شروع اور اسی پر ختم کیا گیا ہے۔ نمازی ہونا اُن کی پہلی صفت

ہے، نماز کا ہمیشہ پابند رہنا ان کی دوسری صفت، اور نماز کی حفاظت کرنا اُن کی آخری صفت ۔ نماز کی حفاظت سے بہت سی چیزیں مراد ہیں ۔ وقت پر نماز ادا کرنا ۔ نماز سے پہلے یہ اطمینان کر لینا کہ جسم اور کپڑے پاک ہیں ۔ باوضو ہونا اور وضو میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا ۔ ارکان اور واجبات اور مستحباتِ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا ۔ نماز کے آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھنا ۔ خدا کی نافرمانیاں کر کے اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرنا ۔ یہ سب چیزیں نماز کی حفاظت میں شامل ہیں ۔

أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾	یہی ہیں جو ہوں گے جنتوں میں عزت سے ۔	35. Such shall be in the gardens of bliss, honored.
فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾	تو کیا ہوا ہے انکو جنہوں نے کفر کیا کہ تمہاری طرف دوڑے چلے آتے ہیں ۔	36. So, what is with those who disbelieve, to you they are hastening.
عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾	دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے گروہ در گروہ ہو کر ۔ *24	37. From the right and from the left, in groups. *24

*24 This refers to those disbelievers who would rush in towards the Prophet (peace be upon him) from every side to mock and ridicule him when they heard him preach Islam and recite the Quran.

*24 یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ اور تلاوت قرآن کی آواز سن کر مذاق اڑانے اور آوازے کسنے کے لیے چاروں طرف سے دوڑ پڑتے تھے ۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾	کیا امید رکھتا ہے ہر شخص ان میں سے کہ وہ داخل کیا جائے گا نعمت	38. Does desire every person among them that he will be admitted

into the garden of delight. *25	کے باغ میں۔ *25	

*25 It means that God's Paradise is only for those righteous people whose characteristics have just been described above, Now, can these people who are not at all inclined to listen to the truth and who are rushing in towards the Prophet (peace be upon him) in order to suppress every invitation to the truth, be the candidates for Paradise? Has God prepared His Paradise only for such people as these. Here, one should also keep in view verses 34-41 of Surah Al-Qalam in which an answer has been given to this saying of the disbelievers of Makkah: Even if there is any life after death, we shall have good time there too, as we are having in the world, and the torment would befall Muhammad (peace be upon him) and his followers and not us.

*25 مطلب یہ ہے کہ خدا کی جنت تو اُن لوگوں کے لیے ہے جن کی صفات ابھی ابھی بیان کی جا چکی ہیں۔ اب کیا یہ لوگ جو حق بات سننا تک گوارا نہیں کرتے اور حق کی آواز کو دبا دینے کے لیے یوں دوڑے چلے آرہے ہیں، جنت کے امیدوار ہو سکتے ہیں؟ کیا خدا نے اپنی جنت ایسے ہی لوگوں کے لیے بنائی ہے؟ اس مقام پر سورۃ القلم کی آیات ۳۴۔۴۱ بھی پیش نظر رکھنی چاہییں جن میں کفارِ مکہ کو اُن کی اِس بات کا جواب دیا گیا ہے کہ آخرت اگر ہوئی بھی تو وہاں وہ اُسی طرح مزے کریں گے جس طرح دنیا میں کر رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اُسی طرح خستہ حال رہیں گے جس طرح آج دنیا میں ہیں۔

39. Nay, indeed, We have created them from that which they know. *26	ہرگز نہیں۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انکو اس سے جسے یہ جانتے ہیں۔ *26	كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

*26 Here, this sentence can have two meanings:

(1) If it is taken to be related to the preceding theme, it will mean: As for the substance these people have been created from, all men are equal. For if the substance itself be the cause of man's entry into Paradise, then the good and the bad, the wicked and the just, the guilty and the innocent, all should go to Paradise. But a little common sense is enough to decide that man's qualifications for Paradise are created not on the basis of the substance of his creation but only on the basis of his merit and excellence.

(2) If this sentence is regarded as an introduction to the following theme, it would mean: These people think they are secure from Our torment and mock the one who warns them of Our punishment, whereas We can punish them even in this world as and when We please, as well as resurrect them after death as and when We like. They themselves know that We began their creation from an insignificant sperm-drop and developed them into a living man. If they had only considered this mode of their creation, they would never have been involved in the misunderstanding that they now have escaped Our grasp, or that We have no power to create them over again.

26*اس مقام پر اس فقرے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ مضمون سابق کے ساتھ اس کا تعلق مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جس مادے سے یہ لوگ بنے ہیں اس کے لحاظ سے تو سب انسان یکساں ہیں۔ اگر وہ مادہ ہی انسان کے جنت میں جانے کا سبب ہو تو نیک و بد، ظالم و عادل، مجرم اور بے گناہ، سب ہی کو جنت میں جانا چاہیے۔ لیکن معمولی عقل ہی یہ فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے کہ جنت کا استحقاق انسان کے مادہ تخلیق کی بنا پر نہیں بلکہ صرف اُس کے اوصاف کے لحاظ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس فقرے کو بعد کے مضمون کی تمہید سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ہمارے عذاب سے محفوظ سمجھ رہے ہیں اور

جو شخص انہیں ہماری پکڑ سے ڈراتا ہے اس کا مذاق اڑاتے ہیں، حالانکہ ہم اِن کو دنیا میں بھی جب چاہیں عذاب دے سکتے ہیں اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے بھی جب چاہیں اٹھا سکتے ہیں۔ یہ خود جانتے ہیں کہ نطفے کی ایک حقیر سی بوند سے اِن کی تخلیق کی ابتدا کر کے ہم نے ان کو چلتا پھرتا انسان بنایا ہے۔ اگر اپنی اِس خلقت پر یہ غور کرتے تو اُنہیں کبھی یہ غلط فہمی لاحق نہ ہوتی کہ اب یہ ہماری گرفت سے باہر ہو گئے ہیں، یا ہم اِنہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ۙ﴿۴۰﴾	پس نہیں۔ *27 قسم کھاتا ہوں میں ربّ کی مشرقوں کے اور مغربوں *28 کے بلاشبہ ہم قادر ہیں۔	40. Not so, *27 I swear by the Lord of the easts and the wests, *28 We indeed have the power.

*27 That is, the truth is not that which these people think it is.

*27 یعنی بات وہ نہیں ہے جو اِنھوں نے سمجھ رکھی ہے۔

*28 Here, Allah has sworn an oath by Himself. The words Easts and Wests have been used because the sun rises and sets at a new angle every day during the year, and goes on rising and setting successively at different times around the globe. Thus considered the Easts and the Wests are not one but many. From another point of view as against the north and the south there is a direction of east and a direction of west. On this basis in Surah Ash-Shuara, Ayat 28 and Surah Al-Muzzammi1, Ayat 19 the words *Rabb-ul-rnashriqi wal-maghrib* have been used. From still another view-point the earth has two easts and two wests, for when the sun sets on one hemisphere, it rises on the other. On this basis the words *Rabb-ul-mashriqayn wa Rabb-ul-maghribayn* (Lord of two easts and two wests) have been

used in Surah Ar-Rahman, Ayat 17. (For further explanation, see E.N. 17 of Surah Ar-Rahman).

*28 یہاں اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔ مشرقوں اور مغربوں کا لفظ اس بنا پر استعمال کیا گیا ہے کہ سال کے دوران میں سورج ہر روز ایک نئے زاویے سے طلوع اور نئے زاویے پر غروب ہوتا ہے۔ نیز زمین کے مختلف حصوں پر سورج الگ الگ اوقات میں پے در پے طلوع اور غروب ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان اعتبارات سے مشرق اور مغرب ایک نہیں ہیں بلکہ بہت سے ہیں۔ ایک دوسرے اعتبار سے شمال اور جنوب کے مقابلے میں ایک جہت مشرق ہے اور دوسری جہت مغرب۔ اس بنا پر سورہ شعراء، آیت ۲۸، اور سورہ مزمل، آیت ۹ میں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک اور لحاظ سے زمین کے دو مشرق اور مغرب ہیں، کیونکہ جب زمین کے ایک نصف کرے پر سورج غروب ہوتا ہے تو دوسرے پر طلوع ہوتا ہے۔ اس بنا پر سورہ رحمٰن، آیت ۱۷ میں رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد پنجم، الرحمٰن، حاشیہ ۱۷)۔

41. Over that We can replace with better than them, and We are not to be outdone. *29	اس پر کہ بدل لائیں ہم بہتر ان لوگوں سے ۔ اور نہیں ہیں ہم عاجز کئے جانے والے۔ *29	عَلٰٓی اَنۡ نُّبَدِّلَ خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ ۙ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿۴۱﴾

*29 This is that for which Allah Almighty has sworn an oath of His being Lord of the Easts and Wests. It means: As We are Owners of the Easts and Wests, the whole earth is under Our control and power, and you have no power to escape Our punishment: We can destroy you as and when We like and can create another people that may be better than you.

*29 یہ ہے وہ بات جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رب المشارق و المغارب ہونے کی قسم کھائی ہے۔ اس

کے معنی یہ ہے کہ ہم چونکہ مشرقوں اور مغربوں کے مالک ہیں اس لیے پوری زمین ہمارے قبضہ قدرت میں ہے اور ہماری گرفت سے بچ نکلنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ ہم جب چاہیں تمہیں ہلاک کر سکتے ہیں اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو اٹھا سکتے ہیں جو تم سے بہتر ہو۔

42. So leave them to converse vainly, and amuse themselves, until they meet the Day of theirs which they are being promised.	تو چھوڑدو انہیں کہ بیہودہ گفتگو میں پڑے رہیں اور کھیل کود میں رہیں حتیٰ کہ پہنچ جائیں اپنے اس دن کو جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ۔	فَذَرۡهُمۡ يَخُوۡضُوۡا وَيَلۡعَبُوۡا حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَۙ ﴿۴۲﴾
43. The day when they emerge from the graves in haste as if towards a goal post they are racing. *30	جس دن وہ نکلیں گے قبروں سے عجلت سے جیسے کسی مقرر نشان کی طرف وہ دوڑے جا رہے ہیں۔ *30	يَوۡمَ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمۡ اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَۙ ﴿۴۳﴾

*30 There is a difference of opinion among the commentators about the meaning of the word *nusub*. Some have interpreted it to mean idols, according to which the meaning would be: They would be racing towards the place appointed by the Lord of Resurrection as they race today towards the shrines of their idols; and some others have taken *nusub* to mean the goal signs which are set for the competitors in a race, so that each tries to reach and touch the appointed post before the other.

30*اصل الفاظ ہیں اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَ۔ نصب کے معنی میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے ۔ ان

میں سے بعض نے اس سے مراد بت لیے ہیں اور اُن کے نزدیک اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ داورِ محشر کی مقرر کی ہوئی جگہ کی طرف اِس طرح دوڑے جا رہے ہو نگے جیسے آج وہ اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور بعض دوسرے مفسرین نے اس سے مراد وہ نشان لیے ہیں جو دوڑ کا مقابلہ کرنے والوں کے لیے لگائے جاتے ہیں تاکہ ہر ایک دوسرے سے پہلے مقرر نشان پر پہنچنے کی کوشش کرے۔

خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الۡيَوۡمُ الَّذِىۡ كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾	جھکی ہوئی ہوں گی ان کی آنکھیں ۔ چھارہی ہو گی ان پر ذلت ۔ یہی ہے وہ دن جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔	44. Their eyes downcast, humiliation covering them. That is the day which they had been promised.